اردو (لازمی)	انٹر (پارٹ-I)	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 2.40 گھنٹے	2018ء (پہلا گروپ)	کل نمبر: 80

(حصہ اوّل)

سوال 2-(الف) درجِ ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔ نظم کا عنوان اور شاعر کا نام بھی تحریر کیجیے: (8,1,1)

یہ پرچم ہے نشاں، عالم میں فتح و کامرانی کا　　زمیں پر ابرِ رحمت ہے، نویدِ آسمانی کا

یہ پرچم ہے روایاتِ عظیم الشان کا پرچم　　یہی پرچم ہے استقلالِ پاکستان کا پرچم

جواب: نظم کا عنوان: ہلالِ استقلال　　شاعر کا نام: حفیظ جالندھری

تشریح:

وطن سے محبت ہر انسان کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ اسی طرح حفیظ بھی پاکستانی پرچم سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک آزاد فضاؤں میں سانس لینے والے جانتے ہیں کہ آزادی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہماری کامیابی کی علامت ہمارا پرچم زمین پر رحمت کے بادل کا نشان ہے، اسے آسمانوں سے خوشخبری نازل ہونے کی علامت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت اور اس کا کرم ہے۔ رہے پاکستانی تو وہ ایسے خوش نصیب ہیں جنھیں اس پرچم کے سائے تلے جینے کا موقع مل رہا ہے۔

دوسرے شعر میں شاعر تاریخ کے اوراق پلٹ رہا ہے۔ وہ اہلِ پاکستان کو بتا رہا ہے کہ یہ اسلام کا پرچم ہے، جو عدل و انصاف اور امن کا پرچم ہے۔ یہ کوئی نیا پرچم نہیں ہے بلکہ یہ وہی پرچم ہے جو محمد بن قاسم نے دیبل پر لہرایا تھا۔ طارق بن زیاد نے ہسپانیہ میں جبل الطارق میں سر بلند کیا یہ وہ پرچم ہے جسے غزنوی نے سومنات پر لہرایا، بابر نے برِصغیر میں اسے بلند کیا۔ پھر یہی پرچم قائداعظم کے ہاتھوں میں رہا اور یہ جہاں جہاں بلند رہا، امن و انصاف کی علامت بن کر رہا۔ یہ عظیم الشان روایات کا حامل ہے اور یہی پاکستان کی آزادی، پائیداری اور استحکام کا ضامن ہے۔

(ب) درجِ ذیل اشعار کی تشریح کیجیے اور شاعر کا نام بھی تحریر کیجیے: (9,1)

ہوائے دورِ مئے خوش گوار' راہ میں' ہے	خزاں چمن سے ہے جاتی' بہار راہ میں ہے
عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر' ہستی میں	نہ کوئی شہر' نہ کوئی دیار' راہ میں ہے
سفر ہے شرط' مسافر نواز بہتیرے	ہزار ہا شجرِ سایہ دار' راہ میں ہے

جواب: شاعر کا نام: حیدر علی آتش

شعر نمبر-1

تشریح:

پہلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ جس طرح کوئی موسم مستقل نہیں ہوتا' اسی طرح خزاں کا موسم بھی عنقریب ختم ہونے والا ہے' اس کی جگہ اب دنیا میں بہار آئے گی اور لوگ خوش ہوں گے' مسرتوں اور شادمانیوں کا اظہار کریں گے' زندگی کے چمن میں بہار ان کی زندگیوں میں فرحت لے آئے گی۔ آتش کہتے ہیں کہ بُرے حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ خزاں کے بعد خوشگوار بہار ضرور آئے گی' کیوں کہ ہوا کی خوشبو شراب کے نشے کی طرح مست کر دینے والی ہے۔ جس طرح شراب کے نشے سے انسان دنیاوی غموں اور دکھوں سے وقتی طور نجات پا لیتا ہے اسی طرح بہار کی آمد کا پتا دینے والی خوشبو کے نشے سے ہم دنیا کے سبھی دکھ اور آلام بھول گئے ہیں۔ جب ہوا کا یہ حال ہے تو بہار کیسی ہوگی اس لیے ناامیدی ترک کر کے بہار کا استقبال کرنا چاہیے۔

شعر نمبر-2

تشریح:

خواجہ حیدر علی آتش کا بچپن شوریدہ سری اور آزاد خیالی میں گزرا' لیکن اس کے باوجود ان کے اندر کا مسلمان بیدار تھا۔ چنانچہ اس شعر میں انھوں نے مسلمانوں کے بنیادی عقیدے یعنی ''عقیدہ آخرت'' کا اظہار کیا ہے اور دنیا والوں کو آخرت کی فکر کی دعوت دی ہے' کیوں کہ مرنے کے بعد موقع نہیں ملے گا۔ کہتے ہیں کہ موت کے بعد دوسری دنیا کی منزل تک پہنچنے کے لیے ہمیں اس زندگی میں

فکر کر لینا چاہیے' یہ دنیا دار العمل ہے۔ دنیاوی زندگی انسان کے پاس آخرت کی تیاری کا سنہری موقع ہے' آخرت کا سفر بڑا کٹھن اور پُر خار ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس دنیا میں ہی اچھے کام کر لے' کیونکہ آخرت کے سفر میں اسی دنیا کے نیک اعمال کا توشہ ہی کام آئے گا۔ اس لیے ہماری نجات اسی میں ہے کہ دنیاوی زندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی زندگی میں آخرت کی فکر کر لیں تا کہ انجام بخیر ہو۔

شعر نمبر-3

تشریح:

کسی بھی کام کی کامیابی کے لیے مسلسل اور پُر عزم جدو جہد ضروری ہے۔ اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اس کے باوجود زندگی کا سفر کٹھن اور پُر خار ہے' قدم قدم پر مشکلات ہیں' لیکن انسان کو ہمت نہیں ہارنا چاہیے' بلکہ ہمہ وقت جدو جہد کرتے رہنا چاہیے۔ سعی مسلسل ہی کامیابی کی ضمانت ہے اور کسی کام کے کرنے میں عزمِ صمیم اور یکسوئی سے محنت شامل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں کہ مشکل آسان ہو جاتی ہے اور کامیابی قدم چومتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ حصولِ منزل کے لیے تگ و دو پہلی شرط ہے۔ اگر انسان سفر شروع کر دے تو راستے کی تمام رکاوٹیں اللہ تعالیٰ دور کر کے اس کی غیبی مدد فرماتے ہیں۔ اس طرح انسان کامیابی اور کامرانی کی تمام منزلیں طے کر لیتا ہے۔

(حصہ دوم)

سوال: 3- سیاق و سباق کے حوالے سے کسی ایک جزو کی تشریح کیجیے۔ مصنف کا نام اور سبق کا عنوان بھی تحریر کیجیے: (10,3,1,1)

(الف) اس جبلی مہر و محبت کا مقتضا تھا کہ وہ اپنے رفیقوں اور نوکروں اور لگے بندھوں کو تا بمقدور عمر بھر اپنے ساتھ نباہنا چاہتے تھے۔ جس شخص کے قدم اُن کے ہاں جم گئے پھر نہ وہ اس کو اپنے پاس سے جُدا کرنا چاہتے تھے اور نہ وہ ان سے جُدا ہوتا تھا۔ اوّل تو وہ کسی کی شکایت سنتے نہ تھے اور اگر کوئی کسی ملازم کی کوئی شکایت کرتا تھا تو اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ ان کے ایک قدیم ملازم کی لوگوں نے ان سے بارہا شکایت کی مگر وہ کسی طرح ان کے دل سے نہ اترا۔ ہمیشہ ان کا معتمد علیہ اور سفر و حضر میں ان کے ہمراہ رہا اور آخر انھیں کی رفاقت میں مر گیا۔

جواب : سبق کا عنوان: سر سید کے اخلاق و خصائل

مصنف کا نام: مولانا الطاف حسین حالی

سیاق و سباق:

تشریح طلب پیراگراف سبق کے درمیان سے لیا گیا ہے۔ مصنف اقتباس سے پہلے سر سید کے عادات و اطوار کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مطالعہ کی عادت میں بھی وہ دوسروں سے منفرد تھے۔ کوئی کتاب اچھی لگتی تو خرید لیتے تھے۔ کتاب میں اپنے کام اور اپنی پسند کی بات کو نشان زدہ کرتے۔ محنت اور جفاکشی ان کے خاص اوصاف تھے۔

سبق میں سر سید کے اوصاف کا تذکرہ ہے کہ سر سید سچائی اور حق گوئی سے متصف تھے۔ انھوں نے اپنی آزادانہ تحریروں سے اردو لٹریچر میں آزادی اور سچائی کی بنیاد ڈال دی۔ انھوں نے لوگوں کو مجبور کیا کہ سچ بات کہنے میں کسی کے طعن و ملامت سے نہ ڈریں۔ جو بات ان کو حق معلوم ہوتی اسے کہنے میں وہ جھجکتے نہیں تھے۔

تشریح:-

سر سید احمد خاں کی ایک اہم صفت محبت کو اس پیراگراف میں بیان کیا گیا ہے۔ سر سید احمد خاں میں محبت کا عنصر فطری طور پر پایا جاتا تھا۔ اسی فطری محبت کا تقاضا تھا کہ وہ جہاں تک ممکن ہوا اپنے دوستوں، نوکروں اور وہ لوگ جن کے کفیل آپ تھے، اُن کے ساتھ تعلق قائم رکھنا چاہتے تھے۔ جو شخص بھی ایک بار آپ کے پاس آ گیا اور کچھ وقت آپ کی رفاقت میں گزار لیا، اس پر آپ کی محبت والفت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ نہ تو آپ اس کو اپنے سے جدا کرتے تھے اور نہ ہی وہ اُن سے جدا ہوتا تھا۔ اپنے نوکروں کی خطاؤں کو ہمیشہ نظر انداز کر دیتے تھے۔ اوّل تو وہ اپنے کسی نوکر کی شکایت سنتے نہیں تھے۔ اگر کوئی کسی ملازم کی شکایت کر بھی دیتا تھا تو اس کو کچھ نہ کہتے تھے اور اس بات کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ اُن کے ایک بہت ہی پرانے ملازم کی کئی دوسرے لوگوں نے کئی دفعہ شکایت کی، مگر وہ اُن کے دل سے نہ اُترا بلکہ وہ ان کا بہت ہی پسندیدہ رہا اور ہر جگہ آنے جانے میں اُن کے ساتھ ہی رہتا اور پھر آخر کار وہ ان ہی کی رفاقت میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔

(ب) دکان میں ہن برس رہا تھا۔ مالک کے نام پر بینک میں سونے چاندی کے پہاڑ کھڑے ہو رہے تھے تو اسے کیا۔ وہی مثل کہ بی بی عید آئی۔ جواب ملا۔ دُور موئی تجھے اپنی ٹکیا روٹی سے مطلب...... اسے تو جیسے اپنے دس روپوں کے سائے میں بٹھا دیا گیا تھا۔ جہاں ضروریات زندگی کی قیمتوں کا دائرہ روز بروز تنگ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے سُنا کہ مل مزدوروں نے مہنگائی بھتہ لینا شروع کر دیا۔ کسانوں کی بن آئی۔ معمولی دکانوں کے ملازموں کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو گیا اور یہاں تک کہ بوجھ اٹھانے والوں نے بھی اپنی مزدوری بڑھا دی تو اس کے دل میں بھی امنگ اٹھی کہ مالک سے صاف کہہ دے کہ میری تنخواہ بڑھاؤ۔

جواب : حوالۂ متن:

سبق کا عنوان: چراغ کی لَو مصنف کا نام: ہاجرہ مسرور

سیاق وسباق:

ماں کے مرنے کے بعد اچھن بھی بس گھلتی چلی جا رہی تھی۔ وہ بھی ماں کی طرح تپ دق کی مریضہ تھی، لیکن اس کے باپ کے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ اس کا علاج کروا پاتا۔ اچھن کی ماں دوا نہ ملنے کے باعث چل بسی تھی اور اب اس کی حالت بھی ویسی ہی تھی۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی تھی جبکہ اچھن کا باپ اسی طرح دس روپے کے عوض صبح سے شام تک حساب کتاب لکھا کرتا۔ اگر مزدوری میں اضافے کے بارے میں سوچتا تو مالک اس کا ارادہ بھانپ کر پہلے سنانا شروع کر دیتا کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم نوکری چھوڑو اور گھر پر بیٹھو۔ کہیں دس روپوؤں کے بھی لالے نہ پڑ جائیں۔ یہ سوچ کر وہ مزدوری میں اضافہ کی بات چھوڑ دیتا اور کام میں لگ جاتا۔

تشریح:

اچھن کا والد ایک غریب آدمی تھا اس کی تنخواہ اب بھی وہی دس روپے ماہوار تھی، جو اچھن کی ماں کی زندگی میں تھی۔ ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا حتیٰ کہ جس دکان پر وہ کام کر رہا تھا اس کے مالک کے بینک بیلنس میں بھی بے تحاشا اضافہ ہو چکا تھا، لیکن اس کی تنخواہ میں اضافہ نہ ہوا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اسے دس روپوؤں کے سائے میں بٹھا دیا گیا ہے اور وہ ساری عمر ان دس روپوؤں میں ہی سسک

سسک کر زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ضروریاتِ زندگی کی قیمتیں روز بروز بڑھ رہی تھیں اور اس کی تنخواہ میں اضافے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس نے سنا کہ جنگ کے بعد مہنگائی ہو جانے کے باعث مل کے مزدوروں نے اپنے مالکوں سے مہنگائی الاونس لینا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح کسانوں کی مراد بھی پوری ہو چکی تھی' ان کی پیداوار کی قیمتیں بڑھنے کے باعث ان کے وارے نیارے ہو چکے تھے۔ معمولی معمولی دکانوں کے ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ جو مزدور لوگوں کا بوجھ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پہنچانے کا کام کرتے تھے انھوں نے بھی اپنی مزدوری بڑھا دی تھی۔ اپنے اردگرد کا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ کر اچھن کے ابا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ بھی اپنے مالک سے صاف صاف کہہ دے کہ میری تنخواہ میں اضافہ کرو' لیکن مالک نے شاید اس کا خیال بھانپ کر پہلے ہی اسے سنانا شروع کر دیا کہ منشی جی تم اب بوڑھے ہو چکے ہو' دکان کا حساب کتاب درست رکھنا تمھارے بس میں نہیں رہا' اس لیے نوکری چھوڑ دو اور گھر بیٹھو۔

سوال :4- کسی ایک نصابی سبق کا خلاصہ لکھیے اور مصنف کا نام بھی لکھیے: **(9,1)**

(الف) ادیب کی عزت (ب) اور آنا گھر میں مرغیوں کا

جواب :

(الف) ادیب کی عزت

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (پہلا گروپ) سوال نمبر 4 (الف)۔

(ب) اور آنا گھر میں مرغیوں کا

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2015ء (دوسرا گروپ)' سوال نمبر 4 (ب)۔

سوال :5- نظیر اکبر آبادی کی نظم ''تسلیم ورضا'' کا خلاصہ تحریر کیجیے۔ **(5)**

جواب : جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2016ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 5۔

سوال :6- دو طالب علموں کے درمیان لوڈشیڈنگ کے امتحانات پر اثرات پر مکالمہ تحریر کیجیے۔ **(10)**

جواب : (کالج کے ہوسٹل کے لان میں شام کے وقت دو طالب علم دوست بجلی کی وقت بے وقت لوڈشیڈنگ کے امتحانات پر اثرات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہیں)

احمد: السلام علیکم!

سعد: وعلیکم السلام۔

احمد: کیا بات ہے کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو؟

سعد: ہاں یار! امتحانات سر پر ہیں، ان کی تیاری بھی کرنا ہے، لیکن ایک تو گرمی اتنی زیادہ ہے اور دوسری بجلی کی بے تحاشا لوڈشیڈنگ۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ اتنی گرمی میں بجلی کے بغیر امتحانات کی تیاری کیسے ہوگی۔

احمد: ہاں یار مجھے بھی یہی پریشانی ہے کہ اتنی سخت گرمی میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے بجلی کی لوڈشیڈنگ یوں ہی ہوتی رہی تو پھر کیا خاک پڑھیں گے۔

سعد: یار میں نے تو اس دفعہ پورا پورا ارادہ کیا تھا کہ اس بار دل لگا کر امتحانات کی تیاری کروں گا اور انشاءاللہ امتحان میں ٹاپ کروں گا اور میڈیکل کالج میں داخلہ لے کر اپنے والد کا خواب پورا کروں گا، لیکن یہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کا اس کا کیا کریں؟

احمد: یار ارادہ تو اس بار میرا بھی یہی تھا کہ خوب ڈٹ کر پڑھوں گا اور امتحانات میں اچھے نمبر حاصل کر کے انجینئرنگ کالج میں داخلہ لوں گا، لیکن اب مجھے بھی اپنا یہ خواب پورا ہوتا نظر نہیں آرہا۔

سعد: ویسے یار ہمارے ملک میں یہ اتنی زیادہ لوڈشیڈنگ کیوں ہوتی ہے؟ اب بھی دیکھ لو کافی دیر سے بجلی گئی ہوئی ہے؟ کیا ہمارے ملک میں بجلی کی کوئی کمی ہے؟

احمد: نہیں یار ایسا نہیں، بجلی تو بہت وافر ہے لیکن جب حکومت بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو بجلی بنانے کے پورے پیسے بروقت ادا نہیں کرتی تو وہ بجلی بنانا بند کر دیتی ہیں جس سے بجلی کی طلب اور رسد میں فرق آجاتا ہے، اور دوسرا بجلی کی بہت زیادہ چوری اور بجلی کے بلوں کی بروقت ادائیگی نہ کرنا وغیرہ سب لوڈشیڈنگ کی وجہ بنتی ہے، لہٰذا جب تک یہ نظام ٹھیک نہ ہوگا بجلی کی لوڈشیڈنگ یوں ہی ہوتی رہے گی۔

سعد: یار کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ امتحانات کے دنوں میں بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ ہوا کرے۔

احمد: ہاں یار تمھاری تجویز تو بہت اچھی ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں تعلیم کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔

سعد: ہاں یہ تو بہت بڑا المیہ ہے۔ اگر تعلیم کو اہمیت دی جاتی تو امتحانات کے دنوں میں بجلی یوں بار بار منقطع نہ ہوتی، اور ہم پوری طرح سے دل لگا کر امتحانات کی تیاری کرتے۔ اچھے نمبروں سے پاس ہوتے اور اچھے کالجوں میں داخلہ لیتے۔

احمد: اوہ! مجھے لگ رہا ہے کہ بجلی آ گئی ہے۔ آ جاؤ اندر چلیں اور چل کر پڑھیں۔

سعد: ہاں ٹھیک ہے، مگر پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر پڑھتے ہیں۔

احمد: ہاں یہ ٹھیک ہے، آؤ۔

(یا) یومِ اقبالؒ کے موقع پر منعقدہ تقریب کی رُوداد تحریر کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے پرچہ 2015ء (دوسرا گروپ)، سوال نمبر 6 (یا)۔

سوال: 7- حصولِ ملازمت کے لیے کمشنر کے نام درخواست تحریر کیجیے۔ **(10)**

جواب: بخدمت جناب کمشنر صاحب، ضلع راولپنڈی

عنوان: کلرک کی خالی آسامی کے لیے درخواست

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" بتاریخ 7 مئی 2018ء سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے زیرِ سایہ کلرکوں کی چند آسامیاں خالی ہیں میں ان آسامیوں میں سے ایک آسامی کے لیے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں میرے تعلیمی کوائف حسبِ ذیل ہیں:

میٹرک	2012ء	درجہ اول
انٹرمیڈیٹ	2014ء	درجہ اول
بی۔اے	2016ء	درجہ اول
ڈپلومہ ان کامرس	2018ء	درجہ اول
ٹائپ کی رفتار		50 الفاظ فی منٹ

تمام اسناد کی مصدقہ نقول درخواست ہذا کے ساتھ لف ہیں۔ اگر آپ نے ہمدردانہ غور فرماتے ہوئے مجھے متذکرہ آسامی کے لیے منتخب فرمایا تو میں اپنے فرائض پوری محنت، مستعدی اور دیانت

داری سے ادا کروں گا اور اپنے افسرانِ بالا کو مطمئن کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھوں گا۔

درخواست گزار

ا۔ب۔ج

تاریخ 17 جولائی 2018ء

سوال :8- درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تحریر کیجیے: **(8,2)**

وینس کا حسن دن کی نسبت رات کو کسی قدر نکھر آتا ہے۔ اس وقت اس میں بے پناہ کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے سامنے باہر سے آنے والے مسافر اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتے ہیں۔ اس حسن کا تعلق برقی قمقموں یا تیز روشنی سے نہیں بلکہ اس تاریکی سے ہے جو شام کے دھندلکے کے ساتھ ہی وینس کی لہروں میں اُترنا شروع ہو جاتی ہے اور جوں جوں شام گزرتی ہے اس تاریکی کی گہرائی خود وینس کے حسین چہرے کو اس طرح پُرکشش بنا دیتی ہے جس طرح سے بعض اوقات سیاہ پلکوں میں لپٹی ہوئی شفاف آنکھوں کا حسن کاجل کی سیاہی سے اُبھر آتا ہے۔

جواب : عنوان: وینس شہر کی خوبصورتی کا راز

تلخیص:

وینس کے حُسن میں دن کی بجائے رات میں بے پناہ کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس حُسن کا تعلق تیز روشنیوں سے نہیں، بلکہ اس تاریکی سے ہے جس کی گہرائی خود وینس کے چہرے کو اس طرح پُرکشش بنا دیتی ہے، جس طرح آنکھوں کا حسن کاجل سے نمایاں ہوتا ہے۔